السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

دفتر اہل حدیث لاہور کے حافظ محمد عثمان مدنی لکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی زندگی میں تقریباً دو کنال قطعہ اراضی زبانی طور پر مسجد کے لئے وقف کیا۔ لیکن قانونی طور پر وقف نامہ لکھنے سے پہلے وہ فوت ہوگیا، اس کے بیٹے نے وہ موقوفہ زمین کسی دوسرے شخص کو فروخت کردی، اس کی قیمت وصول کرکے خریدار کے نام رجسٹری کرادی، اب مسجد کی انتظامیہ اور خریدار کا باہمی تنازعہ پیدا ہوا۔ مسجد والے کہتے ہیں کہ فروخت شدہ زمین مسجد کے لئے وقف ہے، جب کہ خریدار کا دعویٰ ہے کہ میں نے اسے رقم صرف کرکے خریدا ہے اور میرے نام رجسٹری ہے۔ پنچائتی فیصلہ یہ ہوا کہ خریدار مسجد کو موجودہ زمین سے نو مرلے دے گا اور وضو خانہ وباتھ وغیرہ بھی تعمیر کرادے گا۔ فریقین اس پر راضی ہوگئے۔ اور اس پر عمل درآمد بھی کرادیا گیا، اب مسجد کی انتظامیہ کے بعض افراد پھر مطالبہ کررہے ہیں کہ مسجد کو دو کنال قطعہ اراضی ملنا چاہیے جب کہ خریدار کہتا ہے کہ یہ سراسر زیادتی اور حق تلفی ہے۔ وضاحت فرمائیں کہ اس تنازعہ میں زیادتی کا مرتکب کون اور حق بجانب کون ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح رہے کہ کسی قیمتی چیز کو اللہ تعالیٰ کی ملک میں مقید کردینا اور اس کے منافع کو دوسروں پر نیک نیتی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے صدقہ کردینے کا صاف اور صریح اظہار وقف کہلاتا ہے۔ وقف کے لئے شرعی طور پر کسی تحریری دستاویزات کی ضرورت نہیں ہے۔ کسی جائداد کے بطور وقف استعمال سے بھی اس کا وقف ہونا ثابت کیا جاسکتا ہے۔ البتہ ازروئے قانون وقف کا تحریری ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ وقف کے جواز کے لئے حسب ذیل شرائط کا ہونا لازمی ہے۔

وقف کنندہ عاقل، بالغ اور آزاد ہو۔

وقف کے وقت شیئ موقوفہ کا مالک ہو۔

وقف کردہ چیز ہر قسم کے بار کفالت سے مبرا ہو۔

وقف کردہ چیز کو موقوف علیہ کے حوالے کرنے پر قادر ہو۔

وقف کا اعلان نیک نیتی اور حقیقی ارادے کے ساتھ ہو، اس میں کسی وارث کو نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو۔

جب ان شرائط کے مطابق وقف مکمل ہوجائے تو پھر وقف شدہ چیز کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے نہ تو فروخت کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی اور کو ہبہ یا وراثت میں دیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ (صحیح البخاری: 2737)

اس طرح وقف کے بعد اگر کوئی وارث وقف شدہ چیز کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے فروخت کرتا ہے تو اس فروختگی کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ حدیث کے مطابق یہ ظالمانہ تصرف ہے جسے شریعت نے غیر معتبر ٹھہرایا ہے۔ (صحیح البخاری المزارع 2335)

حدیث میں اس قسم کے تصرف کو عرق ظالم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کی وضاحت راوی حدیث حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے بایں الفاظ کی ہے کہ آدمی کسی دوسرے کی زمین میں ناجائز تصرف کرکے اس کا مالک بن بیٹھے۔ (امام مالک رحمة اللہ علیہ نے اس کی تفسیر یوں کی کہ حق کے بغیر کسی قسم کا استفادہ کرنا عرق ظالم ہے۔ (ابوداود: الامارة 3078)

صورت مسئولہ میں ازروئے قانون وقف کی شرائط کا لحاظ نہیں رکھا گیا اور نہ ہی وقف کرتے وقت اپنی اولاد کو اعتماد میں لیا گیا ہے۔ وقف کنندہ کو چاہیے تھا کہ وہ قطعہ ارضی مسجد کی انتظامیہ کے حوالے کردیتا، پھر اس کے قانونی تقاضے پورے کرکے مسجد کے نام رجسٹری کرادیتا یا کم ازکم اپنی اولاد کو اس سے آگاہ کرکے انہیں اعتماد میں لے لیتا، تاہم اس کے بیٹے نے زبانی وقف شدہ ارضی کو دانستہ اور غیر دانستہ طور پر آگے فروخت کردیا اور اس کی رقم وصول کرکے اس قطعہ ارضی کو خریدار کے نام رجسٹری بھی کرادی ہے۔ اس میں خریدار کا کوئی قصور نہیں ہے۔ لیکن انتظامیہ مسجد کے تنازعہ کے پیش نظر پنچائتی فیصلہ ہوا کہ خریدار اس قطعہ ارضی سے نو مرلے زمین مسجد کو دے گا۔ اور اس پر وضو خانہ اور باتھ وغیرہ تعمیر کرائے گا اور فریقین نے نہ صرف اس فیصلے کو قبول کیا بلکہ حسب وضاحت بالا اس پر عمل درآمد بھی ہوگیا، اب انتظامیہ کو چاہیے کہ وہ دوبارہ اس تنازعہ کو نہ اٹھائیں بلکہ اس فیصلے کو قبول کرکے باہمی اتفاق ویگانگت کی فضا پیدا کریں۔ حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کو اپنی طے شدہ شرائط کی پاسداری کرنا چاہیے، اس بنا پر اہل مسجد اب مسجد کی آبادی کے لئے خلوص کے ساتھ کوشش کریں اور اس قسم کے تنازعات سے باہمی نفرت کی فضا پیدا نہ کریں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب